ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل ومناقب (صحاح ستہ کا خصوصی مطالعہ)

Muslim Ummah's mother Hazrat Aisha Sidiqah's Manaqib and Virtues (Special Study of Sehah Sittah)

1. Aijaz Ali Sodhar

Ph.D. Scholar , Department of Islamic Culture and Studies ,Sindh University of Jamshoro
Hyderabad

Email:aijazsodhar58@gmail.com

2. Sadaf Siddique

Ph.D. Scholar , Department of Islamic Culture and Studies ,Sindh University of Jamshoro
Hyderabad

Email: sarimmyna@gmail.com

To cite this article:

Aijaz Ali Sodhar , Sadaf Siddique **. (2020). urdu**

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل ومناقب (صحاح ستہ کا خصوصی مطالعہ)

Muslim Ummah's mother Hazrat Aisha Sidiqah's Manaqib and Virtues (Special Study of Sehah Sittah)

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

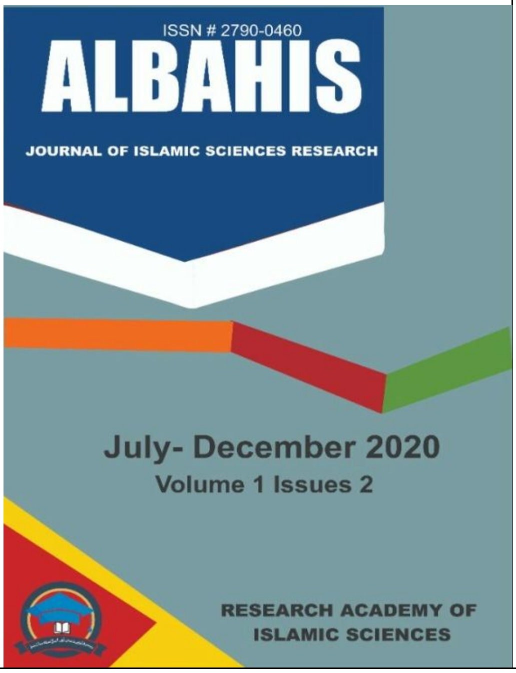

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل ومناقب (صحاح ستہ کا خصوصی مطالعہ)

Muslim Ummah’s mother Hazrat Aisha Sidiqah’s Manaqib and Virtues (Special Study of Sehah Sittah)

Abstract

Allah Almighty has given human being the status of the noblest of creatures. He selected the prophets from among them, then from among them he selected Imam -ul-Ambia (the leader of the prophets) Hazrat Muhammad ﷺthenselected friends(Sahaba) for the Prophetﷺ. He also selected wives for him. He called these wives the mothers of Muslim Ummah and made their lives a model for the women of the Ummah. Through these wives, Allah Almighty saved the domestic life of his prophetﷺ for the practical life of the Ummah so that every aspect of his prophet's life comes in front of Ummah and Ummah could act on it. Each chosen person was endowed with different qualities before the selection. Allah Almighty alsoset a level for each. This article sheds light on some aspects of the life of Ayeshaؓ one of the wives of the Prophetﷺ.

Key Words: Imam-ul-Ambia, Sahaba, Azwaj-e- Mutahirat, Shariah

کلیدی الفاظ: امام الانبیاء، صحابہ، ازواج مطہرات، شریعت

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ بنی نوع آدم میں سے افضل ترین انسانوں کا انتخاب انبیاء کرام علیہم السلام کی صورت میں کیا۔ انبیاء علیہم السلام کی اس عظیم مالہا کی شروعات حضرت آدم علیہ السلام سے کی اور اس مالہا میں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پرو کر مکمل فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہر قول و فعل اور عمل امت کے لئے حجت ہوتا ہے۔ اس طرح ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول اور عمل ہمارے لئے حجت ہے۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی چاہے پھر وہ قولی ہو چاہے فعلی ہو یا چاہے عملی ہو کو اپنے عمل سے اپنے بعد آنے والی نسلوں تک پیش کرنے کا عظیم اعزاز آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہے۔ صحابہ کرام ہمارے آقا ﷺ کے ہم سفر، ہمعصر، ہم زمانہ اور دیوانے تھے۔

صحابہ کرام آقاﷺ کے شاگرد تھے،ان کی تربیت آپ ﷺ نے ایسی کی کہ جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ صحابہ کرام کے شاگرد تابعین تھے۔اس طرح تابعین کے شاگرد تبع تابعین تھے۔ آپ ﷺ کے ان شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں نے آپ ﷺ کی پوری زندگی کو عملی اور علمی طریقے سے محفوظ کیا۔ آپ ﷺ شریعت کے استاد اور مرکز تھے۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی شریعت کی عملی تفسیر ہے۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی گھر سے باہر کی زندگی کو آنے والی نسلوں تک کو پیش کیا،اس طرح آپ ﷺ کی گھریلو زندگی جو گھر کے اندر گزری،اس کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن نے پیش کیا۔ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کا لقب ملا۔

امت کی ان ماؤں نے اپنی روحانی اولاد تک آپ ﷺ کی زندگی کو پیش کیا۔ جس طرح صحابہ کرام شریعت کے علوم کے حامل بنے اور امت کے استاد بنے اس طرح صحابیہ رضی اللہ عنھن اجمعین بھی شریعت کے علوم کی عالمائیں بنیں۔ جس طرح صحابہ کرام مفسر قرآن محدث اور فقیہ تھے، بالکل اسی طرح صحابیات کو بھی یہ اعزاز نصیب ہوا۔اس طرح صحابیات میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔ازواج مطہرات میں سے شرعی علوم میں زیادہ مہارت رکھنے والی حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔ آپ صحابیات میں سب سے بڑی فقیہ تھیں۔اس آرٹیکل میں آپؓ کی زندگی کو کچھ بیان کیا گیا ہے۔

تعارف

آپؓ کا نام عائشہ ہے،اپ کا لقب صدیقہ ہے،آپ کو ام المؤمنین کا خطاب ملا اور آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ آپ کو بنتِ صدیق اور حمیرا سے بھی خطاب فرمایا کرتے تھے۔[1] صدیقہؓ کی کوئی بھی اولاد نہ تھی۔ عربوں میں کنیت رکھنا شرافت اور عزت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔اکثر عرب کے مرد اور عورتیں اپنی اولاد کے ناموں سے اپنے لئے کنیت رکھتے تھے اور اسی کنیت سے جانے پہچانے جاتے تھے اور لوگوں میں مشہور ہو جاتے تھے۔ صدیقہؓ کی کوئی اولاد نہ ہونے کی بنا پر آپؓ کی کنیت نہ تھی۔ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کو عرض کی کہ میری تمام سہیلیوں کی کنیتیں ہیں اور دوسری ازواج مطہرات نے اپنی سابق اولاد کے ناموں پر اپنی کنیت رکھ لی ہیں، تو اب میں کس کے نام پر اپنی کنیت رکھوں؟ صدیقہؓ کے اس استفسار پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی بہن کے بیٹے عبد اللہ کے نام پر ہی اپنے لئے کنیت رکھو۔[2] اس وجہ سے صدیقہؓ کی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ صدیقہؓ کے والد محترم آپ ﷺ کے یارِ غار، ارحم امتی کا اعزاز پانے والے، صدیق کے لقب سے پہچانے جانے والی شخصیت، خلیفہ اول، سسر رسول حضرت عبد اللہ اپنی کنیت ابو بکرؓ سے مشہور تھے۔ صدیقہؓ کی والدہ محترمہ کا نام ہندؓ کنیت ام رومان تھا۔ صدیقہؓ والد کی طرف سے قریشیہ تمیمہ اور والدہ کی طرف سے کنانیہ ہیں۔ صدیقہؓ کا نسب والد صاحب کی طرف سے ساتویں یا آٹھویں پشت پر حضور اکرم ﷺ سے جاملتا ہے اور والدہ کی طرف سے گیارہویں یا بارہویں پشت پر جاملتا ہے۔

پیدائش

حضرت ام رومانؓ کی شادی عبد اللہ ازدی سے ہوئی تھی۔ عبد اللہ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ان کو عبد الرحمٰن اور عائشہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پیدائش نبوت کے چار سال گزر جانے کے بعد پانچویں سال کے شوال کے مہینہ میں ہوئی۔ صدیقہؓ نے ایک مسلمان گھرانے کے اندر اپنی آنکھیں کھولیں۔ آپؓ نے خود فرمایا کہ:''جب سے میں نے اپنے ماں باپ کو پہچانا تو ان کو مسلمان ہی پایا ہے''۔[3] وائل کی بیوی آپؓ کی رضاعی والدہ تھیں۔ وائل کی کنیت ابو القعیس تھی۔اس بنا پر وائل کے بھائی افلح جو آپؓ کے رضاعی چچا بنے، آپؓ اپنے شوہر (

---

[1] ۔کاظم ذوالفقار ، ازواج مطہراتؓ وصحابیاتؓ انسائیکلوپیڈیا، ص94، دلی، فرید بکڈپو2004۔

[2] ۔ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، جلد چہارم، باب عورت کی کنیت رکھنا کیسا ہے؟ حدیث نمبر4970۔

[3] ۔بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، حدیث نمبر476۔

رسول اللہ ﷺ) سے اجازت ملنے کے بعد ان کے سامنے آجاتی تھیں[4] اور اس طرح وائل کے بیٹے جو آپؓ کے رضاعی بھائی بنے وہ بھی کبھی کبھی آپؓ سے ملنے آتے رہتے تھے۔

سندھی زبان میں ایک کہاوت مشہور ہے کہ ”سدورو ٻار پينگهي ۾ پڌرو “یعنی سعادتمند بچا پنگوڑے میں ہی پہچانا جاتا ہے۔ ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما میں بھی بچپن سے ہی سعادت مندی اور بلندی کے آثار عیاں تھے۔ جس طرح کچھ خاص اشخاص اپنے بچپن میں اپنی نشو نما، حرکات، سکنات، افعال اور اقوال سے دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں، صدیقہؓ کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ صدیقہؓ ایام طفلیہ میں کھیل کود کا زیادہ شوق رکھنے والی بچی تھیں۔ محلہ اور پڑوس کی لڑکیاں اکثر اوقات صدیقہؓ کے پاس ان کے ساتھ کھیلنے کے لیے جمع ہوتی تھیں۔ صدیقہؓ کا پسندیدہ کھیل گڑیوں کے ساتھ کھیلنا[5] اور جھولا جھولنا ہوتا تھا۔[6] شادی کے بعد بھی آپؓ کو پڑوس کی لڑکیوں سے کھیلنے کا شوق ہوتا تھا، آپؓ کی سہیلیاں آپؓ کے پاس آتی تھیں اور گڑیوں سے کھیلنے لگتی تھیں،[7] حضور اکرم ﷺ کی آمد پر وہ گھر کے کسی کونے میں چھپ جایا کرتی تھیں، پھر حضور اکرم ﷺ ان کو بلا کر آپؓ کی طرف کھیلنے کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔[8] یہ واقعہ غزوہ خیبر جو 7ھ میں ہوا یا غزہ تبوک جو 9ھ میں ہوا کا ہے، اس حساب سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی عمر تیرہ یا پندرہ سال بنتی ہے۔

عام طور پر جس عمر میں بچے صرف کھیل کود میں ہوتے ہیں اور ان کو کسی بات کا ہوش تک نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی بات کی گہرائی کو سمجھ سکتے ہیں یا اس بات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں، مگر اس عمر میں بھی ام المؤمنینؓ کافی ذہین اور فہیم واقع ہوئی ہیں۔ اس حدیث سے صدیقہؓ کی ذکاوت، حاضر جوابی، مذہبی باتوں سے واقفیت، ذہانت اور جلدی بات کو سمجھ کر جواب دینے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ صدیقہؓ شروع سے ہی فطین، ذہین اور حاضر جواب تھیں۔ آنحضرت ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے، ہوا چلی اور حضرت عائشہؓ کے سامان پر رکھا ہوا پردہ ہٹا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ صدیقؓ جواب دیا میری گڑیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے بیچ میں یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے۔ فرمایا اور اس کے اوپر یہ کیا ہے؟ عرض کیا دو پر ہیں۔ فرمایا گھوڑا اور اس کے دو پر؟ عرض کیا، کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک گھوڑا تھا جس کو بھی تو پر ہوتے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔[9] صدیقہؓ اپنے بچپن کی تقریباً ہر ایک بات کو یاد رکھا کرتی تھیں، بعد میں ان باتوں کو بتایا کرتی تھیں یعنی ان کی روایات کیا کرتی تھیں۔ ان روایات سے احکامات کا استنباط کیا کرتی تھیں۔ بچپن کے ان جزئی واقعات کی مصالحت کو بتاتی تھیں۔ صدیقہؓ نے خود بیان فرمایا کہ جب بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ[10] یہ آیت نازل ہوئی تو میں اس وقت کھیل رہی تھی۔[11]

جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت صدیقہؓ کی عمر آٹھ سال تھی، اتنی کم سنی میں بھی صدیقہؓ کی ہوش مندی اور حافظہ کی قوت کا یہ عالم تھا کہ ہجرت نبوی کے تقریباً سارے واقعات اور ان کے جزئیات کو بھی یاد رکھا۔ صدیقہؓ سے زیادہ کسی بھی صحابی نے ہجرت نبوی کے

[4]۔ صحیح بخاری، کتاب تفسیر، باب (ان تبدوا شیئا او تخفوہ) کی تفسیر، حدیث نمبر 4796۔

[5]۔ مسلم ابن الحجاج قشیری، امام، نیشاپوری، صحیح مسلم، باب ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے فضائل، حدیث نمبر 6288۔

[6]۔ سنن ابی داؤد، جلد چہارم، باب جھولے کا بیان، حدیث نمبر 4937۔

[7]۔ خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوٰہ المصابیح، جلد دوئم، حدیث نمبر 3243۔

[8]۔ مسلم ابن الحجاج قشیری، نیشاپوری، صحیح مسلم، باب ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے فضائل، حدیث نمبر 6287۔

[9]۔ خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوئم، 3265۔

[10]۔ سورۃ القمر 54 : 46۔

[11]۔ صحیح بخاری، کتاب تفسیر، حدیث نمبر 4876۔

واقعات کو مسلسل بیانات کے ذریعے اتنا محفوظ نہیں رکھا۔ صدیقہؓ کے بچپن کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز بلاناغہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف فرماہوتے تھے۔[12] حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر میں ایک جگہ مخصوص ہوتی تھی، جہاں پر بیٹھ کر آپ تلاوت کلام پاک کیا کرتے تھے۔

رشتہ ازدواج

آقا ﷺ کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد تھیں۔ آپ ﷺ جب 25 سال کی عمر کو پہنچے توان سے رشتہ ازدواج میں جڑ گئے۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ وہ بیوی 25 سال آپ ﷺ کی رفاقت میں رہیں۔ ان کے بطن مبارک سے آپ ﷺ کی چھ (6) اولاد نے جنم لیا۔ آپ ﷺ کے بعد یہ سب سے پہلی مسلمان بنیں۔ آپ ﷺ نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو ہر طرف سے مصائب اور تکالیف کا حملہ ہونے لگا، اس عظیم بیوی نے ہر دکھ اور تکلیف میں آپ ﷺ کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کیا۔ ہر بار تسلی اور سہارا دیا۔ آپ ﷺ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا۔ ایسی رفیقہ حیات تھیں کہ ان کے وصال کے بعد بھی آپ ﷺ ان کو اکثر یاد فرمایا کرتے تھے۔[13] ان کی سہیلیوں کا اکرام واعزاز کرنے میں پیش پیش رہے۔ ایسی رفیقہ حیات کے بچھڑ جانے پر آپ ﷺ بہت ملول رہا کرتے تھے۔ حضرت خولہؓ بنت حکیم زوجہ حضرت عثمان بن مظعونؓ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ کو دوسرا نکاح کرنے کے لیے عرض کی۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کس سے نکاح کروں؟ حضرت خولہؓ نے عرض کی کہ حضور دونوں طرح کی لڑکیاں یعنی کنواری اور بیوہ موجود ہیں، آپ ﷺ جو پسند فرمائیں تو اس کے متعلق بات کی جائے۔ یہ سننے کے بعد آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت خولہؓ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! بیوہ کی بات کی جائے تو سودہؓ بنت زمعہ موجود ہیں اور اگر کنواری کی بات کی جائے تو عائشہ بنت ابی بکرؓ موجود ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہتر ہے تم ان کی نسبت گفتگو کرو۔ آپ ﷺ کی منشا جان کر حضرت خولہؓ صدیق اکبرؓ کے گھر پہنچ گئیں اور صدیق اکبرؓ سے بات چھیڑ دی۔ عربوں میں اسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ وہ اپنے منہ بولے بھائی کو بھی سگے بھائی کی طرح سمجھتے تھے اور منہ بولے بھائی کی اولاد سے شادی کرنا ناجائز سمجھتے تھے۔ اس بات کے پیش نظر صدیق اکبرؓ نے یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ بات سن کر حضرت خولہؓ حضور اکرم ﷺ کے پاس استفسار کے لیے پہنچ گئیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ میرا دینی بھائی ہے اور دینی بھائی کی اولاد سے نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت خولہؓ یہ جواب ملنے کے بعد جاکر صدیق اکبرؓ کو بتایا، تو آپؓ نے اس کو قبول فرمایا۔[14] اب یہ مسئلہ بھی درپیش تھا کہ اس سے پہلے حضرت عائشہؓ زبیر کے بیٹے مطعم سے منسوب ہو چکی تھیں۔ اس لیے صدیق اکبرؓ نے ان سے پوچھنا بھی لازمی سمجھا۔ صدیق اکبرؓ نے جبیر سے جاکر بات کی۔ جبیر کا گھرانہ اس وقت تک اسلام سے بہرہ ور نہ تھا۔ جبیر کی بیوی نے کہا کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آئے گی تو ہمارے بیٹے کو بھی بے دین بنادے گی۔ اور ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کم سنی میں تھیں۔ اس وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے ام رومان کو تاکید فرمایا کہ میری خاطر اس کو نہ ستانا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تم سے نکاح کرنے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) ریشم کے ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز لے آیا اور آکر مجھ سے کہا کہ آپ ﷺ کی بیوی ہے۔ میں نے اس کو کھول کر دیکھا تو تم تھی۔ میں نے کہا کہ یہ خواب اگر اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے خود ہی پورا کردے گا۔[15]

---

[12] ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، حدیث نمبر 6079۔

[13] ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، حدیث نمبر 3171۔

[14] ۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، حدیث نمبر 10552۔

[15] ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، باب نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا، حدیث نمبر 5125۔

جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر چھ سال کی تھی یہ شوال کا مہینہ تھا اس وقت آپ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔اس میں بھی اختلاف ہے۔بعض نے ہجرت کے تین سال پہلے بعض نے دو سال پہلے اور بعض نے ڈیڑھ سال پہلے کا کہا ہے، مگر راجح قول کے مطابق کے چھ سال کی عمر تھی۔[16] حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آکر ان کا نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہؓ خود فرمایا کرتی تھیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو کوئی خبر نہ تھی کہ میرا نکاح ہو چکا ہے، جب میری والدہ نے میرے باہر نکلنے پر روک لگادی تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا ہے۔اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا تھا۔ صدیقہؓ کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش مقرر فرماتے تھے۔ پھر فرمایا کہ جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ جواب ملا کے نہیں تو فرمایا تھا آدھا اوقیہ، یہ کل رقم 500 درہم بنتی ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کا اپنی بیویوں کے لئے مہر ہوتا تھا۔[17]

صدیقہؓ نکاح ہو جانے کے تین سال تک اپنے والدین کے پاس رہیں۔ ہجرت کے بعد جب آپؓ کی عمر 9 سال ہوئی یعنی نکاح کے تین سال بعد ایک دن جب آپؓ جھولا جھول رہی تھیں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں، اس وقت انصار کی عورتیں دلہن کو لینے صدیق اکبرؓ کے گھر آئیں۔ آپؓ کی والدہ نے آپؓ کو آواز دی تو آپؓ دوڑتی ہوئی ان کے پاس آئیں۔ ماں نے ہاتھ پکڑ ادروازے تک لائیں، صدیقہؓ کا منہ دھلا کر بال سنوارے پھر صدیقہؓ کو اس کمرے میں لے گئیں جہاں انصار کی عورتیں دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ ان عورتوں نے "علی الخیر والبرکۃ و علی خیر طائر" ترجمہ: تمہارا آنا خیر اور برکت پر ہے اور اچھے نصیب پر آئی ہو۔ کے الفاظ سے صدیقہؓ کا استقبال کیا پھر آپؓ کا سر دھویا اور بناؤ سنگھار کروایا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ خود چاشت کے وقت تشریف لے آئے۔[18] اس وقت ولیمہ کی ضیافت کے طور پر دودھ کا ایک پیالہ ہی تھا۔ حضرت اسماءؓ بنت یزید (آپ کی ایک سہیلی) بیان کرتی ہیں کہ میں اس بابرکت تقریب میں موجود تھی، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس دودھ کے پیالے سے کچھ پیا اور پیالہ حضرت عائشہؓ کی طرف بڑھایا، وہ دلہن ہونے کے ناطے شرم کرنے لگیں، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا عطیہ واپس نہ کرو۔ اس پر شرماتے ہوئے وہ پیالہ لیا اور اس میں سے تھوڑا دودھ پیا، پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اب اپنی سہیلیوں کو دو! تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کی حاجت نہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم بھوک اور جھوٹ کو یکجا نہ کرو۔ آدمی کا ایک ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے۔[19] حضرت عائشہؓ کی رخصتی صحیح روایات کے مطابق سن 1 ہجری کے شوال مہینے میں ہوئی۔

تعلیم

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے والد حضرت صدیق اکبرؓ سارے قریش میں علم انساب اور شعر گوئی میں ماہر تھے۔ اس وجہ سے صدیقہؓ نے اپنے والد سے علم انساب، شاعری، تاریخ اور ادب سیکھی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ اولاد کی تربیت کے معاملے میں کافی سخت تھے۔ اپنی اولاد کی لغزشوں پر ان کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے، اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ شادی کے بعد بھی اپنے باپ سے ڈرتی تھیں۔ ان کی مثالیں صحاح ستہ کے اندر موجود ہیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی تعلیم و تربیت کا اصلی زمانہ تو رخصتی کے بعد شروع ہوا۔ صدیقہؓ نے اس زمانے میں پڑھنا سیکھا۔ قرآن مجید پڑھا، صدیقہؓ قرآن مجید دیکھ کر پڑھ سکتی تھیں۔ اس طرح نبوی حرم میں رہتے ہوئے حقیقی تعلیم اور تربیت حاصل کی۔ اس میں شریعت کے اسرار سے آگاہی، کلام اللہ کی معرفت، تزکیہ نفس، اخلاق حمیدہ کا حصول، دین کے ضروری مسائل کے حل، ضروریات دین سے واقفیت، سنت کا علم، نبوی تعلیم سے واقفیت اور کردار کی زندگی یہ سب حقیقی تعلیم کے معیارات ہیں، جن سے صدیقہؓ کامل طور پر بہرہ ور تھیں۔ اس کے علاوہ صدیقہؓ کو علم طب، تاریخ اور ادب میں مہارت حاصل تھی۔ صدیقہؓ علوم شرعی کی ماہر تھیں۔ خود معلم شریعت واسلام ﷺ کے ساتھ ان ہی کے گھر میں شب و روز کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس کے ساتھ مسجد نبوی جو نبوی تعلیم اور تربیت کا مرکز تھی وہ صدیقہؓ کے حجرہ کے ساتھ ملحق

[16]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 3896۔

[17]۔ صحیح مسلم، باب مہر کا بیان، حدیث نمبر 3489۔

[18]۔ صحیح مسلم، باب والد کے ہاتھوں کم عمر کنواری (بیٹی) کا نکاح، حدیث نمبر 3479۔

[19]۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، حدیث نمبر 10673۔

تھی۔اس طرح مسجد نبوی میں دی جانے والی نبوی تعلیم اور دروس میں صدیقہؓ بھی شامل ہوتی تھیں۔اس طرح جو بات بھی صدیقہؓ کے ذہن میں آتی، کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آتا تو وہ نبوت کے سامنے پیش کر کے اس کا حل پوچھ لیتی تھیں۔ عورتیں اپنے مسائل صدیقہؓ کے پاس لے آکر ان کا حل پوچھنے کے لئے عرض کرتیں تو اس طرح صدیقہؓ بھی ان کو یاد کر لیتی تھیں۔اس طرح صدیقہؓ صحابیات میں سب سے بڑی فقیہ بن گئیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی گھر میں تشریف فرماتے تو اکثر یہ الفاظ فرماتے: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ فَمَهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَمَا جَعَلْنَا الْمَالَ إِلَّا لِإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَيَتُوبُ عَلَى مَنْ تَابَ. ترجمہ اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی طلب کرے گا، اس کے اس حرص والے منہ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تو یہ مال اپنی یاد دلانے کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ نماز قائم کی جائے اور زکوۃ ادا کی جائے اور اللہ تعالی توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔[20] حضور اکرم ﷺ یہ الفاظ روزانہ فرمایا کرتے تھے۔ان الفاظ کے روزانہ تکرار سے تمام اہل بیت کو دنیا کی فنائیت اور بے ثباتی اور دنیاوی مال و دولت کے ہیچ ہونے کی تعلیم ہی دینا مقصود تھا۔ حضور اکرم ﷺ عشاء پڑھ کر گھر میں داخل ہوتے اور مسواک کر کے فوراً سو جاتے اور رات کے پچھلے پہر میں اٹھ جاتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے یہ بھی تعلیم دینا تھا کہ جلدی سو یا کریں اور صبح کے قریب نیند سے بیدار ہو کر اپنے رب سے مناجات کریں، اس کی عبادت کر کے آخرت کا ثمر کیا جائے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جگاتے اور وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتیں اور وتر ادا کرتیں، اس کے بعد جب صبح کی سفیدی نمودار ہو جاتی تو آپ ﷺ صبح کی سنت پڑھ کر کروٹ پر لیٹ جاتے اور صدیقہؓ سے گپ شپ کیا کرتے تھے۔اس کے بعد فجر کے فرض کو ادا کرنے کے لیے مسجد چلے جاتے تھے۔ کبھی کبھی تو پوری پوری رات نماز میں مصروف رہتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کی اقتدا میں ہوتی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ تہجد میں سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء وغیرہ جیسی لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔اس وجہ سے رات کا بہت زیادہ وقت نماز میں گزر جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے نبوت کی زبان سے قرآن مجید بہت زیادہ سنا۔ حضرت صدیقہؓ اپنے محبوب ﷺ کی زبانی یہ الفاظ سن چکی تھیں کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، جس وجہ سے صدیقہؓ کو نماز میں بہت زیادہ دلچسپی تھی۔ نماز پنجگانہ کا تو معمول تھا اور تہجد کے وقت تو خود محبوب ﷺ بھی جگا کر اپنے ساتھ نماز میں شامل کرتے تھے اور جب کوئی غیر معمولی اوقات جیسے کسوف یا خسوف کی حالت ہوتی تو صدیقہؓ بھی نماز کے لیے اپنے محبوب ﷺ کی ابتدا میں کھڑی ہو جاتیں۔ صدیقہؓ کا حجرہ مسجد نبوی کے بالکل متصل تھا اور ایک دروازہ مسجد میں بھی کھلتا تھا، جب حضور اکرم ﷺ نماز کی امامت فرماتے تو صدیقہؓ اپنے ہی حجرے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز میں شامل ہو جاتیں۔ صدیقہؓ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعلیمات کا اثر لیتے ہوئے چاشت کی نماز کی بھی پابندی کی، اکثر روزے رکھا کرتی تھیں، اپنے محبوب ﷺ کی رفاقت کے ایام میں اپنے محبوب ﷺ سے مل کر ایک ساتھ روزے رکھا کرتی تھیں، جب حضور اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف کرتے تھے تو کبھی صدیقہؓ بھی مسجد کے صحن میں خیمہ نصب کروا کر اعتکاف کرتی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ گھر میں ہمیشہ ہر موقع پر اخلاقی نصائح کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[21]

اس طرح صدیقہؓ کی پرورش اور ذہنی نشو نما کے پہلے نو سال تو ارحم امتی جیسا لقب پانے والے صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر میں ان ہی کے زیر سایہ ہوئی۔اس کے بعد نو سال رسول اللہ ﷺ کی چہیتی اور محبوبہ بن کر ان کی رفاقت میں رہیں، جس وجہ سے صدیقہؓ نبوت کی تعلیمات، رفاقت اور معاشرت سے مستفید ہوتی رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نو سوکنوں کے ساتھ رہیں، جن میں حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت حفصہ بنت عمر فاروق، حضرت ہند ام سلمہ بنت ابی امیہ، حضرت جویریہ بنت حارث، حضرت زینب بنت جحش، حضرت زینب بنت خزیمہ (ام المساکین)، حضرت رملہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان، حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہن شامل ہیں۔ان ازواج مطہرات میں کچھ امیر زادیاں اور بڑے گھرانوں کی لڑکیاں تھیں مگر ان سب کے ساتھ صدیقہؓ کا

---

[20]۔ مسند احمد، باب مال کی حرص کرنے سے ڈرانے کا بیان، حدیث نمبر 9813۔

[21]۔ ندوی، سلیمان، سید، علامہ، سیرت عائشہ، لاہور، مکتبہ اسلامیہ 2005۔ ص 59

سلوک اور رویہ طبعی قیاس کے بالکل بر خلاف تھا۔ بشری طبیعت کے تقاضے کے مطابق جس طرح دو بھائیوں کے درمیان بھی تھوڑی بہت الفاظ کی لین دَین ہوتی ہے، اس طرح ان کے درمیان بھی ضرور ہوا، مگر سب ایک ہی شمع کی پروانہ تھیں، سب کی محبت اور چاہت کا مرکز ایک ہی ہستی تھی، عشق کا چراغ سب کے سینوں میں برابر چل رہا تھا مگر پھر بھی سارے جذبات کو چھوڑ کر محبوب کی خوشی اور چاہت کو مدنظر رکھتی تھیں اور آپس میں محبت اور پیار سے رہتی تھیں۔

گھریلو حالات

حضرت عائشہؓ حضور اکرم ﷺ کے جس گھر میں بیاہ کر لائی گئیں تھیں وہ بنی نجار کے محلے میں مسجد نبوی کے متصل تھا۔ مسجد کے چاروں اطراف میں چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے۔ انہی کمروں میں صدیقہؓ کا کمرہ بھی تھا۔ مسجد کے مشرق کی جانب اس طرح متصل تھا کہ اس کا ایک دروازہ مغرب کی طرف مسجد میں کھلتا تھا اور مسجد نبوی گویا ان کے گھر کا صحن لگتا تھا۔ اس دروازے سے حضور اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب اعتکاف میں بیٹھتے تھے تو اپنا سر مبارک ان کے کمرے کے اندر کر دیتے تھے اور وہ حضور اکرم ﷺ کے بالوں کو کنگا کرتی تھیں [22] اور حجرہ چھ سات ہاتھ وسیع تھا۔ اس کی دیواریں مٹی سے بنائی گئی تھیں۔ اس کی چھت کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں سے بنائی گئی تھی اور اس کے اوپر کمبل ڈال دیا گیا تھا تاکہ بارش سے بچا جا سکے۔ اس کمرے میں جب کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو ہاتھ چھت تک پہنچ جاتا تھا۔ ایک کمبل سے پردہ کیا ہوا ہوتا تھا۔ اس حجرے سے متصل ایک بالاخانہ بھی تھا ، اس کو مشربہ کہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایلاء کے ایام میں ایک مہینہ اس بالاخانہ میں بسر فرمایا تھا۔ حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک چھال سے بھرا ہوا تکیہ اور ایک بستر تھا۔ آٹا اور کھجور رکھنے کے لیے دو برتن تھے۔ پانی کے لیے ایک برتن اور پانی کا ایک پیالہ تھا۔ اسی کمرے میں حضرت عائشہؓ اور حضور اکرم ﷺ ہی رہا کرتے تھے، کچھ دنوں بعد حضرت بریرہؓ ایک لونڈی بھی آئیں۔ اس وقت حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ دو ہی بیویاں تھیں۔ ان کی باری مقرر تھی، تو حضور اکرم ﷺ ایک رات ایک بیوی کے کمرے میں اور دوسری رات دوسری بیوی کے کمرے میں گزارتے تھے، پھر اس کے بعد دوسری ازواج مطہرات بھی حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور حضرت سودہؓ نے کبر سنی کی وجہ سے اپنی باری حضرت صدیقہؓ کو ہبہ کر دی۔ حضور اکرم ﷺ کی 10 بیویاں ہوئیں اور ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ شادی کے تین ماہ بعد وصال کر گئیں تو پھر 9 بیویاں رہ گئیں۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ نو دنوں میں دو دن صدیقہؓ کے کمرے میں بسر کرتے تھے۔ مسلمان مسکینی حال میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس طرح صدیقہؓ کو بھی گھر میں زیادہ کام کاج کرنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب کھانا پکانے کی نوبت بھی بہت کم ہی آتی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آل محمد کبھی تین دن مسلسل سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی نہ کھا سکے یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ سے جا ملے۔[23] مہینہ مہینہ نبوی حرم میں آگ نہیں جلتی تھی[24]، بس پانی اور چھوہاروں پر گزارا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب بنو نضیر کے باغات بغیر لڑائی کے حضور اکرم ﷺ کو دے دیے تو آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر کچھ دے دیتے تھے اور باقی ہتھیاروں اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ رب العزت کے راستے میں جہاد کی ہر وقت تیاری رہے۔[25] اپنے اہل کو اس زمین کی آمدنی کا ایک حصہ دیتے تھے اور دو حصے عام مسلمانوں پر خرچ کرتے تھے۔[26] اسی زمین (باغ) کی پیداوار سے اپنی ہر بیوی کو سال بھر میں 80 وسق کھجور اور 20 وسق جَو کے دیتے تھے۔[27] ازواج مطہرات تو اپنی سخا اور فیاضی میں پیش پیش رہی ہیں، جس کی وجہ سے سال بھر کے لئے یہ سامان کافی نہ ہوتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور

[22]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 103۔

[23]۔ صحیح بخاری، باب جب کوئی قسم کھالے کہ سالن نہ کھائیگا، حدیث نمبر 6687۔

[24]۔ صحیح مسلم، باب دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے، حدیث نمبر 7449۔

[25]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 2904۔

[26]۔ سنن ابی داؤد، جلد سوم، باب مال غنیمت، حدیث نمبر 2967۔

[27]۔ سنن ابی داؤد، جلد سوم، باب خیبر کی زمینوں کے حکم کا بیان، حدیث نمبر 3006۔

اکرم ﷺ گھر آکر دریافت فرماتے تھے کچھ کھانے کو ہے؟اگر کچھ مل جاتا تو وہ کھا لیتے تھے اور اگر نہ ملتا تو روزہ رکھ لیتے تھے۔ کبھی کچھ انصار دودھ بھیج دیتے تو اس پر گزارہ کرتے تھے۔ صحابہ کرام اکثر حضرت عائشہؓ کی ہی باری کے وقت حضور اکرم ﷺ کو تحائف وغیرہ پیش کرتے تھے۔ حضرت صدیقہؓ بہت ہی زیادہ فیاض تھیں اور کمسنی کی وجہ سے باقی ازواج مطہرات کے مقابلے میں کھانا بھی اچھا نہیں پکاتی تھیں۔ مسکینی حال میں زندگی بسر ہوتی تھی اور صدیقہؓ اس پر صبر کیا کرتی تھیں۔ حضرت بلالؓ کے ذمے حضور اکرم ﷺ کا خانگی انتظام تھا۔ وہ ہی ازواج مطہرات کے درمیان غلہ وغیرہ تقسیم کرتے تھے اور ضرورت کی چیزیں باہر سے قرضہ پر بھی لے آتے تھے۔ جب سارا عرب حلقہ اسلام کی آغوش میں آچکا اور جزیرہ عرب مسخر ہو چکا تھا تو بیت المال میں زیادہ مال جمع ہونے لگا، پھر بھی جب حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اسی دن حضرت صدیقہؓ کے گھر میں ایک دن کے لئے کھانے کا سامان نہ تھا۔

زوجین کی آپسی محبت

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو اپنے شوہر (رسول اللہ ﷺ) سے دیوانہ وار محبت ہوتی تھی۔ اسی طرح آقا ﷺ کو بھی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ زیادہ محبت اور شغف تھا۔ صدیقہؓ کبھی جب رات کو بیدار ہو جاتیں اور حضور انور ﷺ کو اپنے پہلو میں نہ پاتیں تو بے قرار ہو کر آپ ﷺ کو تلاش کرنے لگ جاتیں، پھر کبھی آپ ﷺ کو نماز یا تسبیح و تہلیل میں پاتیں اور کبھی ذکر واذکار میں مصروف پاتیں۔ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے[28] اور ایک ہی برتن میں کھانا کھاتے تھے۔ مشروب کے پیالے میں اسی جگہ اپنے ہونٹ لگا کر پیتے تھے جس جگہ سے صدیقہؓ اپنے ہونٹ لگا کر پیا کرتی تھیں۔ اس ہڈی کو چوستے تھے جس کو صدیقہؓ چوستی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بہت زیادہ محبت تھی، اس بات کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بخوبی اندازہ تھا اور صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہی باری میں تحائف پیش کرتے تھے۔[29]

رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کی دل جوئی کی خاطر ان کا دل خوش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے دن عید کی خوشی میں حبشی نیزے ہلا ہلا کر اپنی پہلوانی کے کرتب دکھا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے صدیقہؓ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا تاکہ وہ یہ تماشہ دیکھ سکیں۔ حضور اکرم ﷺ تب تک اوٹ کر کے کھڑے رہے جب تک صدیقہؓ خود تھک کر ہٹ نہ گئیں۔[30] ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر بول رہی تھیں، اس وقت اتفاق سے حضرت صدیق اکبرؓ بھی آگئے۔ جب انہوں نے اپنی بیٹی کی یہ جسارت دیکھی تو برہم ہو کر اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا، تو حضور اکرم ﷺ جلدی سے آڑے آگئے۔ پھر جب صدیق اکبرؓ واپس چلے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا بتاؤ میں نے تم کو کیسا بچایا؟[31] اس طرح ایک مرتبہ صدیقہؓ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فرمایا آؤ دوڑ لگاتے ہیں۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ دبلی پتلی تھیں تو دوڑ میں آگے نکل گئیں۔ اس واقعے کے کچھ سال بعد اسی قسم کا ایک موقع آیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تب میں بھاری ہو گئی تھی۔ اب کے بار رسول اللہ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ تب فرمایا یہ اس دن کا جواب ہے۔[32]

28۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 273۔

29۔ صحیح بخاری، باب ہدیہ قبول کرنا، حدیث نمبر 2574۔

30۔ صحیح بخاری، باب عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں سے کھیلنا، حدیث نمبر 950۔

31۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، باب بیوی کے ساتھ حسن معاشرت وحسن اخلاق سے پیش آنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر 7127۔

32۔ سنن ابی داؤد، جلد سوم، باب پیدل دوڑ کے مقابلے کا بیان، حدیث نمبر 2578۔

گھریلو کام کاج اور خدمت گزاری

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں ایک خادمہ موجود ہوتی تھی، مگر گھر کے کام اور حضور اکرم ﷺ کا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں۔ آٹا خود ہی پیستی تھیں اور خود ہی آٹا گوندھتی تھیں، خود ہی کھانا پکاتی تھیں، اپنے ہاتھ سے بستر بچھاتی تھیں ، وضو کے لیے پانی لاکر رکھتی تھیں، حضور اکرم ﷺ قربانی کے لئے جو اونٹ وغیرہ رکھتے تھے ان کے لیے قلادے بھی خود بناتی تھیں، حضور اکرم ﷺ کے سر میں اپنے ہاتھ سے کنگا کرتیں اور تیل لگاتی تھیں، عطر لگاتی تھیں، حضور اکرم ﷺ کے کپڑے خود اپنے ہاتھ سے دھویا کرتی تھیں، گھر میں آنے والے مہمانوں کی خدمت کیا کرتی تھیں، رات کو سونے سے پہلے مسواک اور پانی سرھانے رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پوری زندگی اپنے شوہر کی بہت خدمت گزار رہیں، پوری زندگی فرمانبرداری میں گزاری۔ اپنے شوہر کے وصال کے بعد بھی اپنی پوری زندگی اپنے شوہر کی دی ہوئی تعلیمات پر برابر پابند رہیں۔ جیسے شوہر کے ساتھ احکامات الٰہی کو ادا کرتی رہیں تو شوہر کے وصال کے بعد بھی وہ ہی معمولات رہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو خود بھی پڑھنے لگیں۔ موت تک اس پر عمل رہا۔ خود ہی فرمایا کرتی تھیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک نفل نماز (چاشت) پڑھا کرتی تھی، اب اگر میرے والد قبر سے اٹھ کر بھی آکر مجھ کو اس سے منع کریں تو میں اس نماز کو ترک نہ کروں گی۔[33]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئے ،وہ عرفہ کا دن تھا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ گرمی اس قدر شدید تھی کہ صدیقہؓ کے سر پر پانی کے چھینٹے ڈالے جا رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مشورہ دیا کہ آپؓ روزہ توڑ دیں۔ یہ سن کر آپؓ نے جواب دیا کہ میں کیسے روزہ توڑ دوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عرفہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔[34] خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کے لیے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔[35] شوہر کا یہ فرمان سننے کے بعد پابندی کے ساتھ اپنی پوری زندگی تقریباً ہر سال حج کیا کرتی تھیں۔ مطلب کے اپنے شوہر کی زندگی میں بھی فرماں بردار رہیں تو ان کے وصال کے بعد بھی ویسی ہی فرمانبردار رہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کافی غزوات میں زخمیوں کو پانی پلانے اور ان کی تیمارداری اور علاج کے سلسلے میں بھی اپنی خدمات سرانجام دیتی رہی ہیں۔[36]

حضور اکرم ﷺ کی اولاد سے برتاؤ

حضور اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے تین بیٹوں اور چار بیٹیوں کی اولاد عطا کی۔ بیٹوں میں قاسم، عبداللہ (طاہر) اور بیٹیوں میں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنھم کی اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے تھی جبکہ حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے، جو آپ ﷺ کی ایک باندی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ساری نرینہ اولاد بچپن میں ہی وفات پا چکی تھی، باقی چاروں بیٹیوں کی شادیاں ہوئیں، صدیقہؓ جب حرم نبوت میں شادی کر کے آئیں تو اس وقت حضرت فاطمہؓ کے علاوہ تینوں بڑی بیٹیوں کی شادی ہو چکی تھی اور وہ اپنے سسرال میں رہتی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کی وفات صدیقہؓ کی شادی کے ایک سال بعد ہو گئی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کنواری تھیں اور رخصتی کے وقت صدیقہؓ سے پانچ چھ برس بڑی تھیں۔ ان کی شادی بھی ایک سال یا کچھ کم کے عرصے میں ہو گئی۔ صدیقہؓ ان سب سوتیلی بیٹیوں کا احترام اور عزت کرتی تھیں۔ جب حضرت فاطمہؓ کی شادی کا اہتمام کیا جا رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کے حکم کے

---

[33]۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، حدیث نمبر 11431۔

[34]۔ مسند احمد، باب حاجیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے ذوالحج کے دنوں کے اور یوم عرفہ کے روزوں کا بیان، حدیث نمبر 3980۔

[35]۔ صحیح بخاری، باب عورتوں کا جہاد کیا ہے، حدیث نمبر 2875۔

[36]۔ صحیح بخاری، باب عورتوں کا جنگ کرنا اور مردوں کے ساتھ لڑائی میں شرکت کرنا، حدیث نمبر 2880۔

مطابق صدیقہؓ نے مکان کالیپا کیا، اپنے ہاتھ سے تکیہ بنائے جن میں کھجور کی چھال دھن کر ڈالی تھی، لکڑی سے ایک الگنی بنائی تا کہ اس پر پانی کی مشک اور کپڑے لٹکائے جائیں۔اس طرح صدیقہؓ نے کم عمر ہوتے ہوئے بھی ماں جیسا سلوک کرنے کی سعی کی۔ حضرت علیؓ اور حضور اکرم ﷺ کے گھر جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ رہتی تھیں بالکل متصل تھے،ان کے بیچ میں صرف دیوار ہی تھی،اس دیوار میں ایک دریچہ بنا ہوا تھا،اس دریچے سے کبھی کبھی ماں بیٹی آپس میں باتیں بھی کیا کرتی تھیں۔ دونوں ماں بیٹی کے درمیان میل جول رہتا تھا ۔ان کی آپسی محبت کی ایک مثال یہ ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کے لیے ایک لونڈی کی درخواست کرنے کے لئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو اتفاقاً اس وقت حضور اکرم ﷺ گھر میں موجود نہ تھے،تو اپنی ماں کو اپنا وکیل بنا کر واپس چلی گئیں، پھر جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت فاطمہؓ کی بات پیش کی۔ رات کو ہی رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے پھر ان کو فرمایا کہ تم لوگوں نے جو چیز مانگی ہے میں اس سے بہتر تم لوگوں کو بتاتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سونے لگو تو لیٹنے کے بعد اللہ اکبر 34 مرتبہ الحمدللہ 33 مرتبہ اور سبحان اللہ 33 مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل اس سے بہتر ہے جو تم لوگوں نے مانگا ہے۔[37]

علمی مقام

حضرت عائشہؓ علمی بصیرت اور فقاہت کے اونچے درجے پر فائز تھیں۔ آپؓ حرم نبوت میں رہ کر نبوت کی گھریلو زندگی کو بہت قریب سے دیکھا، حضور اکرم ﷺ کی چہیتی اور لاڈلی ہونے کی بنا پر بلا جھجک پوچھتی اور علم حاصل کرتی رہیں۔ آپؓ کے علم سے صحابیات مستفید ہوتی رہیں تو ان کے ساتھ بڑے بڑے صحابہ کرام بھی مشکل اور پیچیدہ مسائل کے حل کو دریافت کرنے کے سلسلے میں آپؓ ہی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ پھر تابعین حضرات بھی اس سلسلے میں پیش پیش رہے۔ آپؓ فصاحت اور بلاغت میں بھی اونچے مقام پر فائز تھیں،ادب اور خطابت میں بھی آپؓ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کے سوائے تمام صحابہ کرام سے اس سلسلے میں ممتاز رہی ہیں۔ آپؓ کی کچھ تقاریر ادب، بلاغت اور کلام کے اعتبار سے شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپؓ کا کلام بہت زیادہ فصیح اور شیریں ہوا کرتا تھا۔[38] حضرت فاروق اعظم، عبداللہ بن عمر، ابو ہریرہ، ابو موسیٰ اشعری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جیسے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام نے آپؓ سے روایات کی ہیں۔[39]

خصوصیات

اہل عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کیا کرتے تھے،اس بنا پر تو حضرت خولہؓ کی بات پر صدیق اکبرؓ حیران ہوئے تھے۔ صدیقہؓ کی شادی کی وجہ سے اس زمانہ جہالت والی رسم کا سد باب ہوا۔ گزشتہ زمانے میں عربوں میں شوال کے مہینے میں کوئی طاعون وغیرہ ہوا تھا جس وجہ سے اس مہینے کو اہل عرب منحوس سمجھتے تھے،اس لئے شوال کے مہینے میں شادی نہیں کیا کرتے تھے، مگر آپؓ کا نکاح اور رخصتی دونوں شوال کے مہینے میں ہی ہوئے تھے۔اس رسم کا بھی سد باب ہوا۔

حضرت عائشہصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالی نے مجھ کو کچھ خصلتیں عطا کی ہیں جو حضرت مریم علیہاالسلام کے علاوہ کسی عورت کو عطا نہیں کیں اور اللہ کی قسم میں بطور فخر نہیں کہتی، بس اللہ کی نعمت کو بیان اور ظاہر کرنا مقصود ہے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں:

1۔ میرے سوا کوئی دوسری کنواری آپ کے نکاح میں نہیں آئی۔

---

[37]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 3113۔

[38]۔ محمد اسحاق، اسلام کی بیٹیاں ،المکتبہ الرحمانیہ لاہور 2004 ۔ص 25

[39]۔ محمد علی، مولانا، آلِ مصطفیٰ، مکتبہ قدوسیہ لاہور 1999۔ ص 159

2۔ نکاح سے پہلے جبرائیل علیہ السلام میری تمثیل لے کر نازل ہوا اور آپ ﷺ کو پیش کیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، اللہ کا یہی حکم ہے کہ آپ ﷺ ان سے نکاح کریں۔

3۔ حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے تھے۔

4۔ میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا۔

5۔ میں طیبہ اور پاکیزہ پیدا کی گئی، میری برائت میں قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ آسمان سے نازل کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا ہے۔

6۔ازواج مطہرات میں سے میں ہی ایک ایسی ہو جس نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔

7۔جب رسول اللہ ﷺ میرے بستر پر ہوتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ پر وحی لے کر آتے تھے،ازواج مطہرات میں سے کسی کے بستر پر وحی نازل نہ ہوئی۔

8۔ باقی ازواج مطہرات کی باری ایک دن اور ایک رات تھی، جب کہ میری باری دو دن اور دو راتیں تھیں۔(ایک آپؓ کی اپنی اور ایک حضرت سودہؓ نے عمر رسیدہ ہونے کے باعث ہبہ کر دی تھی۔)

9۔رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

10۔ حضور اکرم ﷺ کا مدفن میرا ہی حجرہ بنا۔[40]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرمایا کرتے تھے کہ: ہم صحابہ کو جب بھی کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش آئی، تو ہم نے اس کا حل حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا اور ہمیں ہر بار اس کے بارے میں معلومات ملتی رہی۔ ہم نے جب بھی مسائل کی عقدہ کشائی کے سلسلے میں ان کے دروازے پر دستک دی تو ہم کو تسلی اور ذہنی تسکین ہی حاصل ہوئی۔[41]

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں: میں نے فقہ، طب اور شاعری میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں پایا۔ مزید فرماتے ہیں کہ: کبھی کبھی آپ ساٹھ ساٹھ اور سو سو اشعار کے قصیدے بر زبان سنا دیا کرتی تھیں۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے فرزند ابو سلمہؒ ایک بڑے جلیل القدر تابعی فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر سنت نبوی کا عالم، فقاہت دین کا ماہر اور قرآن مجید کی آیات کے شان نزول اور فرضوں کے بارے میں اتنا زیادہ جاننے والا اور کسی کو نہیں پایا۔ عطاء بن ابو الرباحؒ فرماتے ہیں: حضرت عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہا، مسائل کی سب سے زیادہ ماہر اور سب سے زیادہ صائب الرائے تھیں۔ مشہور تابعی حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں: بخدا میں نے صحابہ میں سے بڑوں بڑوں کو حضرت عائشہؓ سے فرائض اور اس کے مسائل دریافت کرتے دیکھا ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں: حضرت عائشہؓ تمام لوگوں سے زیادہ عالمہ تھیں۔ صحابہ میں بڑے لوگ بھی ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔[42]

حضرت موسیٰ بن طلحہؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔[43]

---

[40]۔ محمد ادریس کاندہلوی سیرۃ المصطفیٰ، حصہ سوم ،الطاف اینڈ سنز ، کراچی ص 300۔301

[41]۔ جامع الترمذی، جلد سوم، باب ام المؤمنین عائشہؓ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر 3883۔

[42]۔ محمد اسحاق، اسلام کی بیٹیاں ،المکتبہ الرحمانیہ لاہور 2004 ۔ ص 24

[43]۔ جامع الترمذی، باب ام المؤمنین عائشہؓ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر 3884۔

واقعہ افک: حضور اکرم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ میں تکالیف کو برداشت کیا تو اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ مدینہ میں ہجرت کے بعد بھی تکالیف سے دوچار ہوئے۔ان میں سے ایک اہم مسئلہ منافقوں کے گروہ کا تھا۔ یہ گروہ اسلام کی مخالفت میں اپنی سر توڑ کوششیں کرتا رہا۔اس گروہ کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیر تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ (شیخین) اس گروہ کے دشمن اول تھے اور ان حضرات کو دربار نبوت میں ایک خاص درجہ حاصل تھا، جس وجہ سے باقی صحابہ کرام بھی ان کو کافی عزت اور احترام دیتے تھے۔ منافقوں کے اس گروہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ صحابہ کرام کے درمیان دراڑیں ڈالی جائیں۔اس سلسلے میں اس گروہ نے کافی کوششیں کیں۔ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالی کی توفیق حال شامل رہی ورنہ خانہ جنگی کے اسباب کی فراہمی تو منافقوں کا سب سے بڑا ہتھیار تھا۔اس وقت تک نفاق پر مبنی اس گروہ نے صحابہ کرام کو نشانہ بنایا ہی تھا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی آپسی رشتے داریوں میں غلط فہمیاں پیدا کرکے دشمنی کرنے کی کوششیں بھی جاری رہیں۔ حرم نبوت میں شیخین کی صاحبزادیاں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ شامل تھیں، تو یہ بات اس گروہ کو تکلیف دیتی رہی۔اس گروہ نے ان دونوں کو بدنام کرنے کی ناکام کوششیں کی، جس وجہ سے اس گروہ کا پردہ فاش ہوتا رہا۔ منافقوں کا ایک بڑا حملہ واقعہ افک کی صورت میں ہوا۔اس واقعے کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

مریسیع نام سے بنو مصطلق کا ایک چشمہ نجد کے قریب واقع تھا۔ مسلمان بنو مصطلق سے شعبان 5 ہجری میں اسی چشمہ کے پاس معرکہ آرا ہوئے۔ منافقوں کو خوب اچھی طرح اندازہ تھا کہ یہاں کوئی خونریزی نہ ہوگی، اس لیے بہت بڑی تعداد میں فوج میں شامل ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب کبھی سفر پر جاتے تو معیت کے لیے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔[44] پھر جس زوجہ محترمہ کا نام آتا، وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہمسفر ہوتی۔اس طرح اس سفر میں حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی ہمرکابی میں تھیں۔اس سفر میں آپؓ کے پاس اپنی بہن اسماءؓ سے عاریتاً لیا ہوا ہار جو صدیقہؓ نے پہننے کے لیے لیا تھا موجود تھا۔ اس وقت صدیقہؓ کی عمر 14 برس تھی۔اس وقت کم سنی تھی اور اچھی غذا کی کمی تھی، جس کے باعث صدیقہؓ بہت زیادہ دکمزور جسم والی اور وزن میں کافی کم تھیں کہ ساربان محمل کو اٹھاتے اور اونٹ پر رکھتے تھے تو ان کو محسوس ہی نہ ہوتا تھا کہ اس میں کوئی سوار بھی ہے یا نہیں۔اس سفر سے واپسی پر منافقوں نے کئی بار شرارتیں کیں۔اسلامی لشکر کو آپس میں لڑانے کی کوششیں کیں، ایسا بھی ہوا کہ مہاجر اور انصار آپس میں لڑنے کو تیار ہوئے اور بڑی مشکل سے اس معاملے کو رفع دفع کیا گیا۔ قافلے نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ رات کے پچھلے پہر حضرت عائشہ صدیقہؓ قضائے حاجت کے لیے قافلے سے کافی پرے جاکر باہر کسی آڑ میں جاچکیں تھیں۔ پیچھے سے لشکر نے روانگی کی تیاری کی۔ حضرت صدیقہؓ ضرورت سے فارغ ہو کر قافلے کی طرف واپس آرہی تھیں تو اتفاق سے ہاتھ گلے پڑا تو پتہ چلا کہ ہار موجود نہیں ہے۔ وہ ہار مانگ کر لائی تھیں تو اس کے کھو جانے پر فکرمند ہوئیں۔ واپس جاکر اسی جگہ اس کو تلاش کرنے لگیں۔ آپؓ سفر سے ناتجربہ تھیں تو یہ سمجھ بیٹھیں کہ قافلے کے روانہ ہونے سے پہلے ہار تلاش کرکے واپس پہنچ جائیں گی۔اس وجہ سے کسی دوسرے کو اس کی خبر تک نہ ہونے دی اور نہ ہی کسی کو انتظار کرنے کا حکم دیا۔ دستور کے مطابق محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھ کر قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؓ ہار تلاش کرتی رہیں۔ جب ہار مل گیا تو واپس قافلے کی جگہ آئیں۔ قافلہ تو وہاں سے جاچکا تھا اور وہاں سناٹا تھا۔ اپنی سوچ کے مطابق کہ جب لوگ مجھ کو محمل کے اندر نہیں دیکھیں گے تو خود ہی واپس میری تلاش میں یہاں آئیں گے، تو وہیں پر چادر اوڑھ کر پڑی رہیں۔ صفوانؓ بن معطل ساقہ تھے۔ان کے ذمے لشکر اور فوج کی پڑاؤ والی جگہ گری ہوئی چیزوں کا انتظام تھا۔اس لئے وہ لشکر سے پیچھے رہتے تھے۔ صبح کے وقت وہ جب فوج کے پڑاؤ والی جگہ پر آئے تو دور ہی سے کالی چیز دیکھی۔ حضرت صفوانؓ نے حجاب کے حکم سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا تھا اور حجاب کا حکم بھی اسی ہی سال نازل ہوا تھا۔ جب وہ قریب آئے تو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اناللہ پڑھی۔ان کی آواز سن کر حضرت صدیقہؓ چونک پڑیں۔ حضرت صفوانؓ نے اپنے اونٹ کو حضرت صدیقہؓ کی سواری کے لئے بٹھایا اور آپؓ کو اونٹ پر سوار کرکے چل پڑا۔ قافلے نے دوپہر کے وقت پڑاؤ کیا ہی تھا، تو صفوانؓ کو اونٹ ہانکتے ہوئے اور صدیقہؓ کو محمل میں سوار دیکھا۔ یہ واقعہ ایک چھوٹا سا واقعہ تھا، آج کل کے دور میں ریل کے سفر کے دوران ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہیں کہ کوئی فرد اسٹیشن پر کوئی

---

[44]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 2879۔

چیز لینے کے لیے یا کسی کام کے لئے اترتا ہے اتفاقاً ریل چل پڑتی ہے اور وہ پیچھے ہی رہ جاتا ہے۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کے گروہ کا سردار تھا،اس نے یہ مشہور کر دیا کہ نعوذ باللہ اب صدیقہؓ پاکدامن نہ رہیں۔اس نے جابجا اس کا چرچا کیا،اس بات کو پھیلانے لگا۔شریف نفس مسلمانوں نے جب ایسی افواہ کو سنا تو اپنے نوں پر ہاتھ رکھا کہ "سبحان اللہ ھذا بھتان عظیم"۔اس جھوٹی افواہ و سازش کا شکار حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت حمنہؓ بنت جحش اور حضرت مسطحؓ بن اثاثہ ہوئے۔ حضرت حسانؓ اور حمنہؓ تو اس سفر میں شریک تک نہ تھے۔ان کو تو اس کا پورا علم تک نہ تھا، حضرت حسانؓ کو حضرت صفوانؓ کی بدنامی سے خوشی ملتی تھی، کیونکہ ان کو دل میں ملال تھا کہ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہمارے گھر آکر ہم سے زیادہ معزز کیوں بن گئے۔ حضرت حمنہؓ ام المومنین حضرت زینبؓ کی بہن تھیں تو وہ سمجھیں کہ اس طرح وہ اپنی بہن کو بڑھنے کا موقع دلائیں گی۔ حضرت مسطحؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے رشتہ دار تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کی کافی مالی معاونت بھی کرتے رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کو اس بات کا علم تک نہ تھا۔اتفاق سے آپ ایک رات مسطحؓ کی والدہ کے ساتھ قضاء حاجت کے لیے آبادی سے باہر جارہی تھی کہ ام مسطحؓ کو کسی چیز سے ٹھوکر آگئی تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بددعا دی۔اس پر آپؓ نے ٹوکا کہ آپ ایک صحابی کو گالی دیتی ہو! اس پر ام مسطحؓ نے سارا ماجرا بیان کیا۔یہ سنتے ہی آپؓ کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔بدحواسی کے عالم میں اپنی ضرورت بھول گئیں اور یوں ہی لوٹ آئیں۔آپؓ کو اتنی بڑی بات کا یقین نہیں آرہا تھا،اس لئے اپنے میکے چلی آئیں۔اپنے والدین سے پوچھا تو انہوں نے تسکین والی باتیں کیں۔بعد میں وہاں ایک انصاری عورت آئی،اس کے زبانی آپؓ پوری بات سے باخبر ہوئیں۔اب آپؓ کو اس افواہ کا پورا یقین ہو گیا۔آپؓ اس انصاریہ کی بات سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔[45] کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو ماں باپ نے سمجھا بجھا کر تسلی دے کر واپس رخصت کر دیا۔واپس گھر پہنچتے ہی آپؓ کو شدت سے بخار اور کپکپی نے لپیٹ لیا۔اس دوران آنحضرت ﷺ جب باہر سے اپنے گھر تشریف لاتے ہیں اور وہیں کھڑے رہتے ہی طبیعت پوچھ لیتے تھے کہ اب طبیعت کیسی ہے؟ حضرت عائشہؓ اس رویہ سے سمجھ گئیں کہ پہلے والا رویہ نہیں۔یہ سوچ کر اجازت لے کر میکے چلی گئیں۔میکے میں بھی ہر وقت روتی رہتیں، آنسو بہاتی رہتیں، والدین سمجھاتے دلاسے دیتے رہے مگر ان کا اثر نہ ہوا۔ایک مرتبہ تو آپؓ نے ارادہ کر لیا کہ اپنی جان دے دیں۔دوسری طرف حضرت صفوانؓ کو جب معلوم ہوا تو تلوار ہاتھ میں لے کر حضرت حسانؓ کی تلاش میں نکلے، ان پر تلوار کا وار بھی کیا مگر پکڑے گئے اور بارگاہ نبوت میں پیش کیے گئے۔اس پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسانؓ کو معاوضے میں جائیداد دلادی۔

ام المؤمنینؓ کا بے گناہ ہونا تو مسلم تھا مگر شریر لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے تحقیق بھی لازمی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ کو مشورہ کرنے کے لئے بلوایا۔ان سے بھی پوچھا پھر ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش سے بھی پوچھا مگر سبھی نے یہی جواب دیا کہ وہ ایسی باتوں سے بری ہے، اس میں بھلائی کو ہی پایا ہے۔رسول اللہ ﷺ آپؓ کے پاس تشریف لائے، آپؓ بستر پر سخت بیماری کی حالت میں پڑی تھیں آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے ماں باپ تیمارداری میں مصروف تھے۔آنحضرت ﷺ ان کے قریب ہو کر تشریف فرما ہوئے اور حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہوئے: اے عائشہؓ دیکھو اگر تم سے جرم ہو گیا ہے تو تم توبہ کرو، اللہ تعالی تمہاری توبہ قبول کرے گا اگر مجرم نہیں ہو تو اللہ تعالی خود ہی تمہاری طہارت اور پاکیزگی کی کسی نہ کسی طرح شاہدی دے گا۔ حضرت عائشہؓ نے اشارے سے والدین کو جواب دینے کا کہا مگر وہ چپ رہے، ان سے کوئی بھی جواب نہیں بن پارہا تھا، پھر دفعتاً آپ کے آنسو خشک ہو گئے، دل برائت کے یقین پر اطمینان محسوس کرنے لگا پھر خود ہی بولنے لگیں: اگر میں اس جرم کا اقرار کروں جس کے بارے میں اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ میں نے وہ گناہ کیا ہی نہیں ہے تو لوگ بھی اس الزام کو صحیح مانیں گے پھر تو اس الزام کے درست ہونے میں کسی کو کیا شک رہ جائے گا؟اور اگر میں اس جرم کا انکار کرتی ہوں تو پھر بھی لوگ یقین کب کریں گے؟اس وقت میرا حال حضرت یوسف کے باپ (بعد میں فرمایا کہ کافی سوچ بچار کرنے پر بھی مجھے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہیں آرہا تھا) جیسا ہے،انہوں نے فرمایا تھا"صبر جمیل"۔اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی۔وحی نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا وحی کے نزول کی وجہ سے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینا موتیوں کی طرح چمک رہا تھا اور پھر سورۃ نور کی آیت نمبر 11 سے 19 تک کی تلاوت فرمائی۔

[45]۔ صحیح بخاری، کتاب تفسیر، حدیث 4751۔

یہ خوشخبری سن کر والدہ نے فرمایا بیٹی اٹھو اور اپنے شوہر کا شکریہ ادا کرو۔ یہ سن کر آپؓ نے نسوانی ناز کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں اب فقط اپنے مالک اللہ کا ہی شکر ادا کرتی ہوں باقی کسی دوسرے کی احسانمند نہیں ہوں۔ یہ وقت سارا واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد قانونی ازالہ حیثیت کے مطابق تینوں کو اسی اسی کوڑے (حد قذف) مار کر سزا دی گئی۔

ایک اور سفر میں صدیقہؓ رسول اللہ ﷺ کے ہم سفر تھیں، بالکل اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ وہی ہار گلے میں تھا ٹوٹ کر گرا تو صدیقہؓ کو گزشتہ واقع سے تنبیہ ہو گئی تھی، تو فوراً رسول اللہ ﷺ کو خبر کی۔ آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈال دیا اور ایک آدمی کو وہ ہار ڈھونڈنے کو دوڑایا۔ اتفاق سے اسی جگہ کوئی پانی موجود نہ تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو شکایت کرنے لگے کہ آپ کی بیٹی عائشہؓ کی وجہ سے سارا لشکر مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ صدیق اکبرؓ یہ سن کر سیدھا حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کی گود میں اپنا سر رکھ کر آرام فرمارہے ہیں۔ صدیق اکبرؓ اپنی بیٹی کو فرمانے لگے کہ تم روز کوئی نئی مصیبت ان لوگوں کے سر پر لاتی ہو پھر غصے میں آپ کے پہلو میں کونچے۔ رسول اللہ ﷺ کے آرام میں کہیں خلل نہ ہو اس وجہ سے آپؓ ہل بھی نہ سکیں۔ چنانچہ اس موقع پر آیت نازل ہوئی: وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰٓى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوۡرًا۔ [46] ترجمہ: اگر تم کو کوئی بیماری لاحق ہو گئی ہو یا تم سفر میں ہو یا اپنی ضرورت حاجت سے فارغ ہوئے ہو یا تم نے عورتوں کے ساتھ صحبت کی ہے اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے کچھ منہ اور ہاتھ پر ملو، بے شک اللہ معافی دینے والا اور بخشش کرنے والا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد پورا لشکر حضرت عائشہؓ کو دعائیں دینے لگا۔ حضرت اسیدؓ بن حضیر خوشی سے بول اٹھے: اے ابو بکر صدیقؓ کے گھر والو! یہ تمہاری پہلی مرتبہ برکت نہیں، [47] جب بھی تمہارا کوئی ایسا معاملہ بنتا ہے جس کو تم ناپسند کرتی ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور مسلمانوں کے لئے خیر و بھلائی بنادیتا ہے۔ [48]

حضور اکرم ﷺ کا یہ معمول ہوا کرتا تھا کہ عصر کی نماز کے بعد ایک ایک زوجہ مطہرہ کے پاس جا کر کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے عدل میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے؟ مگر اتفاقاً حضرت زینبؓ کے پاس کچھ دن زیادہ دیر تک تشریف فرمارہے۔ دوسری ازواج مطہرات آپ ﷺ کی آمد کی منتظر رہتی تھیں تو انہوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ معمول سے کچھ دیر زیادہ قیام فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ حضرت زینبؓ کے کسی عزیز نے ان کے ہاں شہد بھیجا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو شہد بہت زیادہ پسند ہوتا تھا۔ اس لئے ام المومنین حضرت زینبؓ وہ روزانہ آپ ﷺ کو پیش کرتی تھیں اور آپ ﷺ انکار نہ فرماتے تھے۔ اس وجہ سے معمول میں کچھ فرق آیا۔ حضرت عائشہؓ نے فطرت نسوانی سے مغلوب ہو کر اس بات کا ذکر حضرت حفصہؓ اور حضرت سودہؓ سے کر کے تدبیر کرنے کے لیے مشورہ کیا۔ وہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں کہ آپ ﷺ بہت زیادہ نظافت پسند ہیں۔ آپ ﷺ کو پیاز اور لہسن کی بدبو بھی ناگوار لگتی تھی۔ شہد کی مکھیاں بھی قسم قسم کے پھول چوستی ہیں، شہد میں اس قسم کی لذتیں اور بُو ہوتی ہے۔ عربوں میں مغافیر جو ایک قسم کا پھول ہوتا ہے، جس میں ذرا نبیذ کی سی کرختگی ہوتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے ان دونوں سے مل کر کچھ طئہ کیا۔ لہذا جب آپ ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے تو ہر ایک نے یہ پوچھا کہ آپ ﷺ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ شہد کھایا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا شاید مغافیر کا شہد ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ کو شہد سے کچھ نفرت سی پیدا ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہد نہ کھاؤں گا۔ یہ شارع اعظم ﷺ کا قول تھا، جو امت کے لئے حجت ہوتا ہے۔ تو اس پر اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی یہ

---

[46] ۔النساء4 : 43

[47] ۔احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، باب تیمم کا بیان، حدیث نمبر8579۔

[48] ۔احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، باب پانی اور مٹی نہ ہونے کے باوجود نماز کے ہجوب کے قائلین کی حجت کا بیان، حدیث1001۔

آیات نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ - [49] ترجمہ اے پیغمبر جو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے اس کو کیوں اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لیے اپنے اوپر حرام کرتے ہو ، اللہ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور اس نے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمہارا آقا ہے اور وہ سب کی خبر رکھنے والا اور حکمت والا ہے۔

ایلاء: جب خیبر فتح ہوا تو ازواج مطہرات کے لئے کچھ غلہ اور کھجور کی مقدار مقرر کر دی گئی تھی۔ وہ مقدار کم تھی اور ازواج مطہرات کی فیاضی اور سخا کے سامنے سال بھر تک کفایت کرنا مشکل تھا۔ آئے دن گھر میں فاقے رہتے تھے۔ ازواج مطہرات میں امیر گھرانوں کی عورتیں بھی شامل تھیں، جنھوں نے کافی ناز و نعمت والی زندگی بسر کی تھی، تو اس مقدار کی کمی دیکھ کر اس میں اضافے کی خواہش ظاہر کی۔ اس بات کا پتا جب حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو ہوا تو دونوں اپنی بیٹیوں کو اس بات سے ہٹنے کے لیے مار پٹائی کرنے پر آمادہ ہوئے، مگر دونوں بیٹیوں نے اپنے والدوں کی بات کو مان کر اپنے مطالبہ کو چھوڑ دیا۔ دوسری ازواج مطہرات اپنی بات پر قائم رہیں۔ انہی دنوں میں آپ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں کسی پیڑ کی کاٹھی لگنے کی وجہ سے تھوڑی کھونچ آ گئی۔ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے متصل ایک بالا خانہ تھا، آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینے تک نہ جانے کی قسم کھائی اور اس بالا خانے میں بیٹھ گئے۔ منافقین نے اس بات کو الٹا مشہور کر دیا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ اس بات نے پورے مدینے میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس وجہ سے صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے تو دوسری طرف ازواج مطہرات کا وقت رونے میں ہی گزرتا رہا۔ اس واقعہ کی خبر جب حضرت عمرؓ کو ملی تو آپؓ سیدھا مسجد نبوی میں آئے اور وہاں پر موجود سب صحابہ کرام کو خاموش اور ملول پایا۔ دربار نبوت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی، تیسری دفعہ اجازت مانگنے پر اجازت مل گئی۔ دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ! کیا آپ نے اپنی اہلیائوں کو طلاق دے دی ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ یہ سننے کے بعد عرض کرنے لگے کہ کیا یہ خوشخبری باقیوں کو نہ سناؤں؟ اجازت ملنے کے بعد بلند آواز سے نعرہ تکبیر لگایا۔ وہ مہینہ 29 دنوں کا تھا۔ 29 دن ہوئے تو آپ ﷺ بالا خانے سے اترے، سب سے اول حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ آپ خود ہی فرماتی ہیں کہ میں وہ ایک ایک دن گن گن کر گذارا کرتی تھی۔ اس وجہ سے عرض کی اے اللہ کے رسول ! آپ نے تو ایک مہینے کے لئے وعدہ فرمایا تھا مگر، ابھی تو انتیس دن ہی ہوئے ہیں. یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ [50] ترجمہ اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زینت و آرائش کی خواہش رکھتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ تحفے مال دے کر اچھے طریقے کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی خواہش رکھتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیک عورتوں کے لیے شاندار انعام تیار کر کے رکھا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس اختیار کی اجازت حضرت عائشہؓ کو بتا کر اس کی مرضی پوچھی اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ ضروری نہیں ہے کہ ابھی جواب دو بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لو ! پھر مجھے اپنا جواب دینا۔ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ اب میں اس عمل کے لیے بھی اپنے ماں باپ سے مشورہ لوں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ خوش ہوئے۔ پھر یہی بات آپ ﷺ نے اپنی دوسری ازواج مطہرات کو بھی فرمائی۔ انہوں نے بھی حضرت عائشہؓ کے جواب جیسا ہی جواب دیا۔ [51]

اپنے محبوب سے جدائی

---

[49]۔ التحریم 66 : 1،2

[50]۔ الاحزاب 33 : 28،29

[51]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 2468۔

سن 11 ہجری کے صفر مہینے کے آخری ایام تھے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف فرما ہوئے تو صدیقہؓ درد سر سے بے قرار تھیں اور کراہ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سامنے مرجاتی تو میں تم کو اپنے ہاتھوں سے کفن دے کر دفن کرتا۔ صدیقہؓ نے بے تکلف ہو کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! شاید اس وجہ سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ آپ اس حجرے میں کسی نئی بیوی کو بیاہ کر لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ میں اپنے سر دکھنے کی بات کر رہا ہوں۔ ہائے میرا سر۔ آپ ﷺ کو اسی وقت سے درد شروع ہوا۔ جب آپ ﷺ حضرت میمونہؓ کے حجرے میں تھے تو تکلیف بڑھ گئی اور آپ ﷺ صاحبِ فراش ہو گئے۔ اسی حالت میں بھی معمول کے مطابق ایک ایک روز ایک ایک زوجہ کے حجرے میں قیام فرماتے رہے، مگر اتنا ضرور تھا کہ ہر روز یہ سوال فرماتے تھے کہ: کل میں کہاں رہوں گا؟ آپ ﷺ کے اس استفسار سے ازواج مطہرات نے سمجھ لیا تھا کہ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں قیام فرمانا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے سب ازواج مطہرات نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ تب سے اپنی زندگی کی آخر تک حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کمرے میں ہی رہے۔ آپ ﷺ کی اس خواہش کا ایک مقصد جو عموماً محبت سمجھا جاتا ہے مگر اصل میں مقصد یہ بھی تھا کہ حضرت عائشہؓ میں فطری کمال، عقل و فہم، حافظہ کی قوت اور جلدی سے سمجھنے کی صلاحیت موجود تھی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ اپنے آخری اقوال و افعال کو حضرت عائشہؓ کے ہی ذریعہ سے محفوظ کر کے امت تک پہنچانا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ کے آخری ایام اور وصال کے متعلق اکثر باتوں کی راوی صدیقہؓ ہی ہیں۔ آخر وہ دن بھی آیا جب صدیقہؓ کے ہاتھوں میں ہی رسول اللہ ﷺ دار البقاء کی طرف روانہ ہوئے اور صدیقہؓ کو 18 سال کی عمر میں داغ مفارقت ملا۔ صدیقہؓ کے حجرے میں ہی رسول اللہ ﷺ کی آخری آرام گاہ بنی۔ ازواج مطہرات کے لیے دوسری شادی اللہ رب العزت نے حرام کر دی تھی کیونکہ وہ سب امت کی مائیں تھیں۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ۔[52] ترجمہ: ''نبی ایمان والوں سے ان کی جانوں سے زیادہ نزدیک ہے اور اس کی بیویاں ان ایمان والوں کی مائیں ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے بعد آپ ﷺ کی مسند پر صدیق اکبرؓ ہی متمکن تھے۔ باقی ازواج مطہرات کی طرح حضرت عائشہؓ بھی اپنے معمول کے مطابق افعال سرانجام دیتی رہیں اور امت کو نبوی علم سے روشناس کرتی رہیں۔ اس کے بعد داغ پدری نصیب ہوا، پھر عہد فاروقی میں امہات المومنین کے لیے وظائف مقرر کئے گئے، پھر بھی یہ سارا کچھ ان کی فیاضی کے آگے ایک دن سے زیادہ ٹکنے والا بھی کہاں تھا۔ پھر عہد عثمانی شروع ہوا تو اس کا آدھا زمانہ سکون اور اطمینان سے گزرا۔ اس کے بعد فتنوں کی شروعات ہوئی۔ اس وقت بڑے جلیل القدر صحابہ کرام کی کافی تعداد بھی جدا ہو چکی تھی۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت کا زمانہ آیا۔

حضرت علیؓ کی خلافت میں سبائیوں کی شرارتوں نے مسلمانوں کے دو ٹولے بنا ڈالے۔ ایک امیر المومنین حضرت علیؓ کے ساتھ تھا تو دوسرا ام المومنین امی عائشہؓ کے زیر نگرانی تھا۔ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ کا قصاص اور اصلاح چاہتی تھیں مگر حضرت علیؓ نے ایسا نہ کرنے میں مصلحت سمجھی۔ دونوں ماں بیٹے کے درمیان باتیں صلح تک پہنچ گئیں اور صلح ہو بھی گئی مگر اس بات کو دبا کر سبائیوں نے ایسا حربہ استعمال کیا کہ وہ مسلمانوں کی تلواریں جو دشمنانِ اسلام کے خلاف اٹھتیں تھیں وہ آپس میں ٹکرا گئیں۔ سبائیوں کی سازش کامیاب رہی اور مسلمانوں نے غلط فہمی میں آکر ایک دوسرے کا خون بہایا۔ حضرت علیؓ کے بعد مسند پر حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔ ان کی حکومت بیس سال رہی۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی زندگی کے 18 سال ان کی حکومت میں گزارے۔ صدیقہؓ نے یہ پورا زمانہ جزئی اوقات کے علاوہ خاموشی میں گزارہ۔

[52]۔ الاحزاب 33 آیت 6۔

وفات

ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اڑتالیس سال تک زندہ رہیں۔اس ساری مدت میں عورتوں کی دینی تربیت کے ساتھ ساتھ دوسری تربیتی کوششوں کو سرانجام دیتی رہیں۔[53] صدیقہؓ کی عمر جب 67 سال ہوئی تو سن 58 ہجری کے رمضان المبارک میں بیمار پڑ گئیں۔کچھ دن علالت میں گزارے۔جب بھی کوئی خیر خیریت پوچھتا تو جواب دیتیں ٹھیک ہوں۔پھر کچھ لوگ صدیقہؓ کی طبیعت پرسی کرنے کے لئے آتے اور وہ بشارت دیتے، جوابا ًارشاد فرماتیں: اے کاش کہ میں کوئی پتھر ہوتی، اے کاش میں کسی جنگل کی کوئی جڑی بوٹی ہوتی۔[54] صدیقہؓ نے وصیت فرمائی کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن نہ کیا جائے بلکہ ان کو دوسری ازواج مطہرات کی طرح جنت البقیع میں ہی دفن کیا جائے اور ان کو رات کے وقت میں ہی دفن کیا جائے۔[55] صدیقہؓ نے 17 رمضان 58 ہجری مطابق 13 جون 478ء میں رات کے وقت وفات پائی۔یہ خبر سن کر لوگوں کا بہت بڑا ہجوم جمع ہوگیا۔حضرت ابوہریرہؓ نے جنازہ نماز پڑھائی اور قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر، عبداللہ بن ابی عتیق، عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا۔وصیت کے مطابق جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔تمام اہل مدینہ اور مسلمان غمزدہ تھے۔حرم نبوت کی ایک شمع بجھ گئی تھی۔

اوصاف

صدیقہؓ قناعت پسندی، مساکین کی امداد کرنا، شوہر کی فرمانبرداری کرنا، غیبت اور بدگمانی سے احتراز کرنا، اپنی تعریف سے پرہیز کرنا، خودداری، جرأت، سخاوت، زہد، فیاضی، تقویٰ، عبادت، خشیت الٰہی، ہمدردی اور پردہ داری وغیرہ جیسے اخلاق حمیدہ سے سرشار تھیں۔صدیقہؓ کا شمار کثیر الروایۃ صحابہ میں ہوتا ہے۔صدیقہؓ سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے۔اس معاملے میں صدیقہؓ اپنے معاصرین سے احکام فقہ کے اندر اختلاف بھی رکھتی ہیں اور حجاز کے فقہاء کا عمل صدیقہؓ کی ہی مرویات پر ہے۔

خلاصہ

اللہ رب العزت نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اخلاق حمیدہ جیسے اوصاف پر پیدا فرمایا پھر امام الانبیاء ﷺ کے حرم میں داخل فرمایا تاکہ وہ اپنے کمالات اور اوصاف سے امام الانبیاء ﷺ کی گھریلو زندگی کو امت تک پہنچا سکے۔رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے گوشہ نشین پہلوؤں کو بھی اپنی قوت حافظہ والا محفوظ کرکے منظر عام پر لائے۔اس لئے صدیقہؓ کا انتخاب فرمایا اور امت کی رہنمائی فرمائی۔

نتائج بحث

حضرت عائشہ صدیقہؓ صحابیات میں علم و عرفان کے اعلی مقام پر فائز ہیں۔صدیقہؓ ایک بڑی عالمہ ہونے کے ساتھ بہت بڑی فقیہا بھی تھیں۔اہل علم میں فقیہ کو بڑا مقام حاصل ہے۔صدیقہؓ کی شان میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔صحابیات میں سے کچھ کو نمایاں خصوصیات حاصل ہیں، ہر ایک کا الگ مقام ہے اس طرح صدیقہؓ کو کچھ ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو کسی اور صحابیہ یا ام المؤمنین کو حاصل نہیں ہیں۔

سفارشات

ا۔گھریلو زندگی میں صدیقہؓ کی تعلیمات کو سامنے رکھا جائے۔

---

[53]۔ محمد رابع، سید، حسنی ندوی، رہبر انسانیت ، لکھنؤ، دارالرشید اشاعت اول 2008۔ ص 383

[54]۔سیرت عائشہ ص 132، بحوالہ طبقات ابن سعد ص 51۔

[55]۔ صحیح بخاری، باب نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کی قبروں کا بیان، حدیث نمبر 1391۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں کچھ باتوں میں علمی اختلاف پایا جاتا ہے۔ان اختلافات کو صحابہ کے دور، اس وقت کے حالات، اس وقت کے پس منظر، اس وقت کے رسم ورواج، عربوں کی تہذیب وتمدن اوران کے سماجی زندگی کو سامنے رکھ کر زیر بحث لایا جائے۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ صحابیات میں سے سب سے زیادہ فقیہا تھیں۔ان کی فقاہت پر مختلف تحقیقی مضامین لکھوائیں جائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)